حسینی قافلہ کی گزرگاہیں: تاریخ کے آئینہ میں

تالیف: محمد اسماعیل عبداللہی
ترجمہ: بنت زینب خان

معاویہ نے اپنی زندگی میں ہی یزید کے لئے امت مسلمہ سے بیعت لی اور یہ امر اس عہد نامہ کے خلاف تھا جو اس نے امام حسنؑ سے کیا تھا۔امام حسینؑ یزید کی بیعت کے لئے تیار نہ ہوئے اور سنہ ۶۰ ہجری میں مدینہ سے اپنے سفر کا آغاز کیا اور مکہ ہوتے ہوئے کربلا پہنچے۔امامؑ اپنے پورے سفر میں مختلف منازل سے گزرے۔ شیخ مفید نے اپنی کتاب الارشاد میں ان تمام منازل کا ذکر کیا ہے اور ان منازل کا بھی انہوں نے تذکرہ کیا ہے جہاں سے اہلبیت عصمت وطہارت نے کربلا سے کوفہ اور وہاں سے شام تک کا سفر کیا تھا۔

مقتل کی کتابوں کے مطالعہ کے دوران بعض جغرافیائی نام ہماری نظر سے گزرتے ہیں جن کے سلسلہ میں مزید جاننے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ بعض محققین اور سیاحوں نے ان میں سے بعض ناموں کی تفصیل بیان کی ہے۔ اس نکتہ کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ ان میں سے بعض منازل اب موجود نہیں ہیں اور ختم ہو چکے ہیں یا بڑے شہروں میں ضم ہو گئے ہیں۔ ہم اس مضمون میں شیخ مفید کی کتاب الارشاد کی مدد سے ان منازل کی نشاندہی کریں گے جہاں سے امامؑ کا قافلہ گزرا تھا۔

مدینہ منورہ

امام حسنؑ کی شہادت کے وقت امام حسینؑ مدینہ میں قیام پذیر تھے۔آپ اس عہد وپیمان پر باقی رہے جو امام حسنؑ نے معاویہ سے کیا تھا لیکن معاویہ کی موت کے بعد آپ یزید کی بیعت کے لئے تیار نہ ہوئے اور مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہو گئے۔[1]

۱۔ شیخ مفید، محمد بن محمد، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)، ص ۴۱

رسول خداؐ کی ہجرت سے قبل اس شہر کا نام یثرب تھا لیکن حضور کی تشریف آوری کے بعد اسے مدینۃ النبی کے نام سے جانا جانے لگا اور پھر اختصار میں مدینہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔ قرآن مجید میں لفظ مدینہ چودہ بار اور اس کی جمع مداین تین بار استعمال ہوا ہے[1]۔ ان میں سے کچھ شہر کے معنی میں ہیں اور بعض مدینۃ النبی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ مثلاً سورہ منافقون کی آیت نمبر ۸ میں اس لفظ سے مراد مدینۃ النبی ہے:

يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَلِلَّـهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَـٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ۔ ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ہم صاحبان عزت ان ذلیل افراد کو ضرور باہر نکال دیں گے حالانکہ ساری عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لیے ہے لیکن منافق نہیں جانتے۔

یثرب کا لفظ صرف ایک بار سورہ احزاب کی آیت نمبر ۱۳ میں استعمال ہوا ہے۔[2]

وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِن يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا۔ ترجمہ: اور جب کہ ان میں سے ایک جماعت کہنے لگی اے مدینہ والو! تمہارے لیے ٹھیرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو اور ان میں سے کچھ لوگ نبی سے رخصت مانگنے لگے کہنے لگے کہ ہمارے گھر اکیلے ہیں اور حالانکہ وہ اکیلے نہ تھے وہ صرف بھاگنا چاہتے تھے۔

مدینہ کا دوسرا نام طیبہ ہے۔ عباس بن فضل علوی کہتے ہیں:[3]

و علی طیبة التی بارک الله　　علیها لخاتم المرسلینا

زید بن اسلم سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا: مدینہ کے دس نام ہیں۔ المدینہ، طیبہ، طابہ، مسکینۃ، جابرۃ، مجبورۃ، یثرب، الدار و الایمان[1]۔ کتاب البلدان میں مدینہ کے دوسرے ناموں کے سلسلہ

۱۔ عبد الباقی، محمد فؤاد، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، ص ۸۷۷

۲۔ ایضاً، ص ۸۷۷

۳۔ ابن خردادبہ، المسالک والممالک، ص ۱۰۵

میں یوں لکھا ہوا ہے: الباقیہ، الموفیہ، المبارکہ، المحفوفہ، المحرمہ، العذرا، طیبہ، المسکینہ، المسلمہ، المقدسہ، الشافیہ والمرزوقہ۔[۲]

وہب بن منبہ کا ماننا ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے ہجرت کے بعد یثرب کا نام بدل کر طابا رکھا۔ یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ لوگوں نے مدینہ کی طرف پیغمبر اسلامؐ کی ہجرت کے بعد یا اس سے پہلے ہی اس شہر کا نام مدینہ یا مدینۃ النبی رکھا تھا۔ معجم معالم الحجاز میں مدینہ کے ۹۵ سے زائد نام بتائے گئے ہیں۔

پیغمبر اسلامؐ کی ہجرت کے بعد مدینہ اسلامی ثقافت کا مرکز بن گیا اور حضور پاکؐ کی رحلت کے بعد خلافت راشدہ کے دور میں بھی اگرچہ شہر مکہ مسلمانوں کے ہاتھ میں تھا لیکن مدینہ اسلامی خلافت کا مرکز رہا۔

یہ شہر شبہ جزیرہ عربستان کے مغربی علاقہ میں واقع ہے اور مکہ سے اس کی دوری تقریباً ۴۶۰ کیلومٹر ہے۔ مدینہ کی سب سے اہم پہاڑی کوہ احد ہے جو شمال میں واقع ہے جس کا رنگ سرخی مائل ہے۔ مدینہ کی دوسری پہاڑیوں میں عیر اور ثور کا نام لیا جاسکتا ہے جو جنوب اور شمال میں واقع ہیں۔

مدینہ میں کئی تاریخی مساجد موجود ہیں جیسے کہ مسجد نبوی، مسجد جمعہ، مسجد مصلی، مسجد غمامہ، مسجد فتح، مساجد ذباب، (ذوباب)، مسجد ذوالقبلتین، مسجد بنی ظفر، مسجد السقیا، مسجد الاجابۃ، مسجد البحیر، مسجد الفضیح۔ پیغمبر اسلام کا روضہ مبارکہ مسجد النبی میں واقع ہے۔

مکہ

امام حسینؑ ہرگز یزید کی بیعت کرنے کے لئے تیار نہیں تھے لہٰذا آپ مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے[۳]۔ ابراہیم بن ابی المہاجر کے قول کے مطابق مکہ کو اس لئے مکہ کہا جاتا ہے تاکہ لوگ اس کی طرف روانہ ہوں۔ اسے بکہ بھی کہتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کافر وہاں پر ظلم کریں تو ان کی گردن کاٹ دی جائے۔ مکہ محل ازدحام کے معنی میں بھی ہے[۴]۔ نیز مکہ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں ظالموں کا غرور چکنا چور ہوتا ہے[۵]۔ بعض

۱۔ ابن رستہ، احمد بن عمر، الاعلاق النفیسہ،، ص ۸۸

۲۔ ابن فقیہ، ابی عبداللہ احمد بن محمد بن اسحاق الہمدانی، کتاب البلدان، ص ۸۰

۳۔ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)، ص ۴۷

۴۔ کتاب البلدان، ص ۴۷

۵۔ یاقوت حموی بغدادی، ابی عبداللہ، معجم البلدان (جلد ۵)، ص ۱۸۱

لوگوں کا خیال ہے کہ مکہ اور بکہ ایک ہی ہے صرف میم کو باء میں بدل دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں صرف ایک بار لفظ مکہ آیا ہے[۱]۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّـهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا۔ ترجمہ: اور وہی ہے جس نے وادی مکہ میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دئے اس کے بعد اس نے تمہیں ان پر غالب کر دیا تھا اور اللہ ان سب باتوں کو جو تم کر رہے تھے دیکھ رہا تھا۔[۲]

لفظ بکہ بھی ایک بار قرآن مجید میں آیا ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ۔ ترجمہ: بے شک لوگوں کے واسطے جو سب سے پہلا گھر مقرر ہوا یہی ہے جو مکہ میں برکت والا ہے اور جہان کے لوگوں کے لیے راہ نما ہے۔[۳]

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مکہ کو ام القری، البلد الامین اور البلد کے نام سے بھی یاد کیا ہے[۴]۔ دوسری کتابوں میں اس کے دوسرے نام بھی بتائے گئے ہیں، جیسے القریۃ، قریۃ النمل، الحاطمہ، الوادی، الحرم، العرش، برہ، صلاح، قطام، طیبۃ، معاد، ام الرحم وغیرہ۔[۵]

مکہ (کعبہ) حضرت آدم کا گھر ہے اور حضرت ابراہیم و اسماعیل نے یہیں پر خانہ کعبہ کی بنیاد ڈالی۔ جناب ہاجرہ اور اسماعیل مکہ میں رہائش پذیر تھے اور خانہ کعبہ کی تعمیر بھی یہیں ہوئی جس کی وجہ سے یہاں پر رونق پیدا ہوئی اور عرب کے مختلف قبیلے وہاں پر ساکن ہوئے۔ رسول خداؐ کی ولادت اور پھر آپ کے اعلان نبوت کے بعد مکہ دین اسلام کی تبلیغ کا مرکز بنا۔

۱۔ المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم، ص ۷۸۶

۲۔ سورہ فتح، آیت ۲۴

۳۔ سورہ آل عمران، آیت ۹۶

۴۔ معجم البلدان (جلد ۵)، ص ۱۸۲

۵۔ کحالہ، عمر رضا، جغرافیہ شبہ جزیرہ العرب، راجعہ وعلق علیہ، ص ۱۴۷-۱۴۸

کوہ ابو قبیس، محصّب، تعیقان، فاضح، ثور، حرا، تفاحۃ، مطابخ، فلق، حجون، سقر اور ثبیر اس کی مشہور پہاڑیاں ہیں[۱]۔ مکہ میں کوئی ندی نہیں ہے اور پینے کا پانی کنوؤں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ سب سے اہم کنواں چاہ زمزم ہے۔

رسول خداؐ کے فرمان اور دانشورون کے بیان کے مطابق مسجد الحرام اور کعبہ روئے زمین کا سب سے مقدس مکان ہے اور خانہ کعبہ مسجد الحرام کے وسط میں واقع ہے۔

تنعیم

امام حسینؑ اپنے حج کو ناتمام چھوڑتے ہیں اور عراق کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں اور منزل تنعیم پر پہنچتے ہیں[۲]۔ اسی منزل پر امامؑ ان تمام اموال کو ضبط کر لیتے ہیں جنہیں والی یمن نے یزید کے لئے بھیجا تھا۔ تنعیم اہل مکہ کا میقات ہے۔ اس کے دائیں طرف نعیم نامی پہاڑی اور بائیں طرف ناعم نامی پہاڑی ہے اور اسی لئے اس جگہ کو تنعیم کہتے ہیں اور ان کے بیچ کے میدان کو نعمان کہتے ہیں[۳]۔ اس کا دوسرا نام مسجد عایشہ ہے۔[۴]

ذات عِرق

منزل تنعیم کے بعد امام حسینؑ منزل ذات عرق پہنچے[۵]۔ اہل عراق یہیں سے میقات بجالاتے ہیں۔ یہ بہت ہی خوش آب وہوا اور ہرا بھرا مقام تھا۔ احسن التقاسیم نے چوتھی صدی میں اسے خشک اور بے آب و علف گاؤں بتایا ہے[۶]۔ الروضۃ المعطار نے وہاں پر موجود بڑی مسجد کی طرف اشارہ کیا ہے۔[۷]

۱۔ منجم، اسحاق بن حسین، آکام المرجان فی ذکر المدائن المشہورہ فی کل مکان، ص ۲۳؛ معجم البلدان (جلد ۵)، ص ۱۵۳

۲۔ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)، ص ۹۹

۳۔ حمیری، محمد بن عبدالنعیم، الروض المعطار فی خبر الاقطار، ص ۱۳۸-۱۳۹

۴۔ اسے مسجد عائشہ کہتے ہیں کیونکہ حج الوداع کے موقع پر پیغمبر اسلامؐ نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے فرمایا: عائشہ اپنی بہن کے ساتھ اسی مقام سے احرام باندھیں۔ (الاعلاق النفیسہ، ص ۲۰۸)

۵۔ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)، ص ۱۰۰

۶۔ مقدسی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم (جلد ۱)، ص ۱۱۲-۱۱۳

۷۔ الروض المعطار فی خبر الاقطار، ص ۲۵۶

حاجز

امام حسینؑ کی اگلی منزل حاجز ہے جسے بعض کتابوں میں حاجر کہا جاتا ہے۔ یہ مقام بطن الرُّمّہ کا ایک حصہ ہے[۱]۔ الاعلاق النفیسہ میں تحریر ہے کہ حاجز ایک ہری بھری منزل ہے جسے ابودلف قاسم بن عیسی نے آباد کیا ہے۔ ابن بطوطہ اپنے سفر نامہ میں حاجز کے پانی کے ذخائر کی طرف اشارہ کرتا ہے جن میں سے بعض خشک ہو چکے تھے۔ ان سے پہلے ابن جبیر نے بھی اپنے سفر نامہ میں اس کے بارے میں بتایا ہے۔

بطن الرُّمّہ

اسی منزل پر امام حسینؑ نے قیس بن مسہر یا اپنے رضائی بھائی عبداللہ بن یقطر کو کوفہ کے لئے روانہ کیا[۲]۔ مراصد الاطلاع میں تحریر ہے کہ اہل بصرہ، مدینہ جاتے وقت بطن الرمہ سے گزرتے تھے۔ کوفہ و بصرہ کے لوگ یہاں جمع ہوتے اور یہاں سے عُسیلہ جاتے تھے۔[۳]

زرود

منزل زرود پر قبیلہ بنی اسد کے عبداللہ بن سلیمان اور منذر بن مشعل سے امامؑ کی ملاقات ہوئی اور انہوں نے جناب مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کی خبر شہادت کو بکر بن فلان سے دریافت کی۔ اسی منزل پر زہیر بن قین کی امامؑ سے ملاقات ہوئی اور آپ امامؑ کے اصحاب میں شامل ہوئے۔ بعض محققین نے زرود اور خُزیمیہ کو ایک ہی بتایا ہے۔ ابن رستہ کا ماننا ہے کہ اس کا اصلی نام زرود ہے لیکن چونکہ خزیمہ بن خازم نے وہاں پر کنویں ایجاد کئے اور اونٹوں کے ذریعہ پانی کو نہروں میں جاری کیا لہٰذا خزیمیہ کے نام سے بھی مشہور ہو گیا۔[۴]

۱۔ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)، ص ۱۰۱

۲۔ ایضاً، ص ۱۰۲

۳۔ بغدادی، صفی الدین عبدالمؤمن بن عبدالحق، مراصد الاطلاع (جلد ۲)، ص ۶۳۴

۴۔ الاعلاق النفیسہ، ص ۲۰۵؛ قدامہ بن جعفر، کتاب الخراج، ص ۱۰

ثعلبیہ

منزل ثعلبیہ پر قبیلہ بنی اسد کے عبد اللہ بن سلیمان اور منذر بن مشعل نے جناب مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کی شہادت کی خبر امامؑ کو دی[۱]۔ کوفہ سے مکہ جاتے وقت منزل ثعلبیہ منزل شقوق کے بعد اور منزل خزیمیہ سے قبل واقع ہے۔[۲]

رُبالہ

منزل زبالہ پر قیس بن مسہّر اور ایک روایت کے مطابق عبداللہ بن یقطر کی خبر شہادت امام حسینؑ کو ملی[۳]۔امامؑ اپنے اصحاب کو ان کی شہادت کی خبر دیتے ہیں اور انہیں رکنے یا واپس چلے جانے کا اختیار دیتے ہیں۔اس منزل پر بڑا سا گاؤں ہے اور پانی کی فراوانی ہے۔ معجم البلدان کے قول کے مطابق اس مقام کو زبالہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس کی مٹی پانی کو جذب کر لیتی ہے نیز زبالہ عمالقہ کے مسعّر کی بیٹی کا نام ہے جو یہاں قیام پذیر تھی۔[۴]

بطن عقبہ

منزل زبالہ کے بعد امام حسینؑ بطن عقبہ پہنچے۔اسی منزل پر امامؑ کی ملاقات عمرو بن لوذان سے ہوئی۔اس نے امامؑ سے واپس جانے کی درخواست کی۔امامؑ نے اس کے جواب میں فرمایا: جو تم سوچ رہے ہو وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے لیکن خدا کی قسم ! وہ لوگ مجھے نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ میرا خون بہادیں گے۔[۵]

۱۔ شیخ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)، ص ۱۰۷

۲۔ معجم البلدان (جلد ۱)، ص ۸۰۸

۳۔ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)، ص ۱۰۹

۴۔ معجم البلدان (جلد ۳)، ص ۱۲۹

۵۔ شیخ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)، ص ۱۱۰ و ۱۱۱

شراف

امام حسینؑ کی اگلی منزل شراف ہے۔شراف بلندی کے معنی میں ہے۔ابو عبید السکونی کے مطابق شراف میں تین بڑے کنویں ہیں۔

ذو حُسم

منزل ذو حسم میں لشکر حر سے امامؑ کی ملاقات ہوئی[۱]۔اسی مقام پر امامؑ کے لشکر نے لشکر حر کو سیراب کیا۔امامؑ نے نماز ظہر سے قبل ایک مختصر سا خطبہ دیا اور دونوں لشکر نے امامؑ کی امامت میں نماز ادا کی۔نماز عصر کے بعد امامؑ نے خطبہ دیا اور پھر حر سے بات کی اور پھر یہ طے ہوا کہ مدینہ اور کوفہ کے علاوہ کسی اور راستہ پر امامؑ کا قافلہ روانہ ہو جائے۔

عُذیب الہجانات

امام حسینؑ کا قافلہ منزل عُذیب الہجانات پر پہنچا اس حال میں کہ حر کا لشکر بھی ساتھ ساتھ تھا۔ابن جبیر نے اپنے سفر نامہ میں اس مقام کی تعریف کی ہے۔اس کا تعلق بنی تمیم سے تھا اور کوفہ کے حاجیوں کی منزلگاہ ہے۔

قصر بنی مقتل ہا

اسی منزل پر امامؑ نے عبداللہ بن حر سے گفتگو کی اور اسے لشکر میں ملحق ہونے کی دعوت دی لیکن وہ نہیں مانا پھر امامؑ نے اس سے کہا کہ وہ امامؑ سے جنگ کرنے سے پرہیز کرے[۲]۔قصر بنی مقتل ابن حسان بن ثعلبہ کے مقتل سے متعلق ہے جو عین التمر اور قُطقُطانہ کے درمیان واقع ہے۔ یہاں پر محل کے علاوہ مسجد اور دوسری عمارتیں بھی تھیں جو کہ اب موجود نہیں ہیں۔

۱۔ شیخ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)، ص ۱۱۲

۲۔ ایضاً، ص ۱۱۹

نینوا

اسی منزل پر عبیداللہ بن زیاد کا قاصد حر کے پاس آیا اور تاکید کی کہ امامؑ کو بے آب و علف مقام کی طرف لے جایا جائے[۱]۔ عراق میں اس نام کے دو مقام ہیں۔ایک نینوا وہ ہے جو آشوری حکومت کا تیسرا اور آخری دارالخلافہ ہے جو دجلہ ندی کے بائیں سمت پر اور آج کے موصل شہر کے سامنے واقع تھا[۲]۔ابن حوقل نے سنہ ۳۵۸ ہجری میں اس گاؤں کے بارے میں بتایا ہے اور یہیں پر جناب یونس بن متی کی قبر واقع ہے۔[۳] آج کے دور میں نینوا شمالی عراق کا ایک اہم صوبہ ہے جس کا دارالحکومت شہر موصل ہے۔صاحب معجم البلدان نے ایک دوسرے نینوا کے بارے میں بتایا ہے جو کوفہ کے باہر کا ایک علاقہ ہے اور کربلا اسی کا ایک حصہ ہے۔[۴]

غاضریہ اور شُفَیہ

امام حسینؑ نے حر سے فرمایا مجھے نینوا یا غاضریہ یا شُفیہ جانے دو لیکن حر نے کہا اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ یہ قاصد ابن زیاد کی طرف سے یہ پتہ لگانے کے لئے آیا ہے کہ آیا میں اس کے حکم کی تعمیل کررہا ہوں یا نہیں۔ میں اس کے سامنے مجبور ہوں اور اس کے حکم کو ماننا پڑے گا۔[۵]

غاضریہ کربلا کے قریب ایک گاؤں ہے[۶]۔ شُقیہ بھی ایک گاؤں ہے جس میں ایک کنواں ہے جسے بنی اسد نے کھودا ہے۔

۱۔ شیخ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)، ص ۱۲۱

۲۔ الحسنی، السید عبدالرزاق، العراق، قدیماً و حدیثاً، ص ۷۶

۳۔ لسترنج، جغرافیای تاریخی سرزمین های خلافت شرقی، ص ۹۵

۴۔ معجم البلدان (جلد ۵)، ص ۳۳۹

۵۔ شیخ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (جلد ۲)،، ص ۱۲۲-۱۲۳

۶۔ مراصد الاطلاع (جلد ۲)، ص ۹۸۰

کربلا

حر بن یزید ریاحی کے حکم سے امام حسینؑ نے سرزمین کربلا پر اپنے خیمے نصب کروائے اور یہیں پر عاشورہ کا وہ دردناک واقع رونما ہوا۔ معجم البلدان میں کربلا کی وجہ تسمیہ کے بارے یوں تحریر ہے: کربلا کربلہ سے لیا گیا ہے جو کہ رفتار میں سستی کے معنی میں ہے۔شاید یہاں کی زمین انسان میں سستی پیدا کرتی ہے۔ نیز کربل ایک گیاہ کا نام ہے جو یہاں پر اگتا ہے[۱]۔جب امامؑ اس مقام پر تشریف لائے تو اس کا نام پوچھا۔ لوگوں نے اس کا نام کربلا بتایا۔امامؑ نے فرمایا کرب و بلا۔

دوسرے نظریہ کے مطابق کربلا دو آشوری الفاظ کرب اور ایل سے بنا ہے۔ کرب کا مطلب ہے حرم اور ایل کا مطلب ہے اللہ جس کا مطلب ہے حرم اللہ۔[۲]

کربلا کا سب سے قدیمی حصہ اخیضر کا محل ہے جو کہ اب ویرانہ میں بدل چکا ہے اور کربلا سے ۵۵ کلومٹر کی دوری پر واقع ہے۔ لوئی ماسینیون کا ماننا ہے کہ یہ محل اسلام سے پہلے کے حیرہ بادشاہوں کا ہے۔ جرمن کے رہنے والے ہرتسفلد نے بہت جستجو اور تلاش کے بعد اس میں مسجد و محراب کا سراغ لگایا اور یہ ثابت کیا کہ عمارت تیسری ہجری اسلامی سے متعلق ہے۔[۳]

کوفہ

امام حسینؑ اور آپ کے اصحاب باوفا روز عاشورہ شہید کردئے گئے اور آپ کے اہلبیت اور شہدا کے مقدس سر کو کوفہ اور وہاں سے شام لے جایا گیا۔ معجم البلدان میں اس کی وجہ تسمیہ کے بارے یوں تحریر ہے: کوفہ تَکَوَّفَ سے مشتق ہے اور ریت کے ایک جگہ جمع ہونے کے معنی میں ہے[۴]۔کچھ لوگوں کا یہ بھی ماننا ہے کہ تَکَوَّفَ تَجَمَّعَ کے معنی میں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص اپنے لشکر کے ساتھ اس مقام پر پہنچا تو اس نے اپنے لشکریوں سے کہا: تکوفوا فی ہذا المکان۔اس مقام پر جمع ہو جاؤ۔[۵]

۱۔ معجم البلدان (جلد ۴)، ص ۴۴۵

۲۔العراق، قدیماً و حدیثاً، ص ۱۲۴

۳۔ایضاً، ص ۸۲-۸۳

۴۔کتاب البلدان، ص ۲۰۰

۵۔ صفری فروشانی، نعمت اللہ، کوفہ از پیدائش تا عاشورا، ص ۲۷-۲۸

صاحب البلدان کے مطابق کوفہ عراق کا ایک بڑا شہر ہے جو قبۃ الاسلام اور مسلمانوں کی ہجرت کا مقام ہے اور یہ پہلا شہر ہے جسے مسلمانوں نے سنہ ۱۴ ہجری میں عراق میں بنایا جو کہ فرات کے کنارے پر ہے۔ یہ شہر عراق کی فتح کے بعد سعد بن ابی وقاص کے حکم سے بنایا گیا۔ آج کے دور میں کوفہ شہر نجف کے نواح میں صوبہ کربلا میں واقع ہے۔

مسجد کوفہ شیعوں کی ایک اہم مسجد ہے جس کی بنیاد سنہ ۱۷ ہجری میں اس وقت پڑی جب سعد بن وقاص اور اس کے ساتھی شہر کوفہ کا نقشہ تیار کر رہے تھے۔ مسجد کوفہ کی از سر نو تعمیر اور توسیع، والی کوفہ مغیرہ بن شعبہ کے دور میں سنہ ۴۳ سے ۵۰ ہجری کے درمیان ہوئی۔ زیاد نے سنہ ۵۰ اور ۵۳ کے درمیان اس مسجد میں کچھ تبدیلیاں پیدا کیں۔ ابن جبیر نے اس مسجد کو دیکھا ہے اور اس کی تعریف کی ہے۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامہ میں اس مسجد کی معماری کی تعریف کی ہے اور اس کے مختلف حصے جیسے کہ حضرت علیؑ کا مکان اور مسجد کے باہر کے مقبروں کے بارے میں بتایا ہے۔ اس مسجد کے چار مشہور دروازے ہیں جن کے نام یوں ہیں: باب السدہ، باب الفیل، باب الکندہ، اور باب الاثماط۔[۱]

دمشق

مخدرات عصمت و طہارت کا قافلہ اور شہدائے کربلا کا سر مختلف منازل کو طے کرتا ہوا آخر کار شہر دمشق پہنچا۔ اس کا نام دماشق سے مشتق ہے جو کہ قانی بن مالک بن ارفخشد بن سام بن نوح کا بیٹا ہے۔ دوسرا نظریہ یہ ہے کہ دمشق کا بنانے والا جیرون بن سعد بن عماد بن ارم بن سام بن نوح ہے اور اس نے اس کا نام ارم ذات عماد رکھا۔ ایک اور قول یہ ہے کہ اس شہر کو حضرت ابراہیم کا حبشی غلام عازر نے بنوایا۔[۲]

یاقوت حموی کے قول کے مطابق یہ شہر سات ہزار سال پرانا ہے اور حضرت ابراہیم اس کی بنا کے پانچ سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ اسلام سے پہلے یہ شہر رومیوں کے قبضہ میں تھا اور سنہ ۱۴ ہجری میں ابو عبیدۃ جراح کے ہاتھوں بغیر جنگ کے فتح ہوا[۳]۔ ابن جبیر نے اپنے سفر نامہ میں مریم نامی کلیسا اور دمشق کے سات

۱۔ کوفہ از پیدائش تا عاشورا، ص ۱۲۹-۱۳۱

۲۔ معجم البلدان (جلد ۲)، ص ۳۹۱

۳۔ آکام المرجان، ص ۵۷

مشہور دروازوں کے بارے میں بتایا ہے جن کے نام یوں ہیں: باب الشرقی، باب توما، باب السلامۃ، باب الفرادیس، باب الفرج، باب النصر، باب الجابیہ اور باب الصغیر۔

مسجد جامع دمشق یا بلاط الولید یا مسجد اموی عالم اسلام کی ایک بڑی مسجد ہے۔ چوتھی صدی کے جغرافیادان اصطخری اس کے بارے میں تحریر کرتا ہے: یہ صائبین کی عمارت ہے اوران کے نماز کی جگہ تھی۔اس کے بعد یونانیوں کے قبضہ میں آ گئی۔جب بت پرست اور جہود کا اس پر قبضہ ہوا تو اسے معبد بنادیا۔ اسی مکان میں یحیٰی بن زکریا کا سر قلم کرکے دروازہ پر لٹکادیا گیا۔اس عرصہ دراز کے بعد ترسا لوگ غالب ہوئے اور اسے اپنا کنیسہ اور کتبخانہ بنادیا۔ مسلمانوں کے شہر دمشق پر قبضہ کے بعد اس عمارت کو مسجد میں بدل دیا گیا۔ باب جیرون پر جہاں یحیٰی بن زکریا کا سر لٹکایا گیا تھا وہیں پر امام حسینؑ کا سر مبارک بھی لٹکایا گیا۔ ولید بن عبدالملک نے اس عمارت کو اپنے قبضہ میں کرلیا۔نخبۃ الدہر میں آیا ہے کہ یہ مکان قریب چہار ہزار سال سے عبادت کی جگہ ہے۔[1]

منابع و مآخذ:

- قرآن کریم
- ابن رستہ، احمد بن عمر، الاعلاق النفیسہ ترجمہ و تعلیق دکتر حسین قرہ چانلو، امیر کبیر، تہران، ۱۳۶۵ش
- ابن فقیہ، ابی عبد اللہ احمد بن محمد بن اسحاق الہمدانی، کتاب البلدان، تحقیق: یوسف الہادی، عالم الکتب، بیروت، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶م
- ابن بطوطہ، سفر نامہ ابن بطوطہ، ترجمہ: دکتر محمد علی موحد، بنگاہ ترجمہ ونشر کتاب، تہران، ۱۳۴۸ش
- ابن جبیر، محمد بن احمد، سفر نامہ ابن جبیر، ترجمہ: پرویز اتابکی، مؤسسۂ چاپ وانتشارات آستان قدس رضوی، مشہد، ۱۳۷۰
- ابن خرداذبہ، المسالک والممالک، ترجمہ: دکتر حسین قرہ چانلو، نشر نو
- ابوالفدا، تقویم البلدان، ترجمہ: عبدالمحمد آیتی، بنیاد فرہنگ ایران، تہران، ۱۳۴۹ش

۱۔ انصاری دمشقی، محمد بن ابی طالب، نخبۃ الدھر فی عجائب البر والبحر، ص ۶۱

- اصطخری، ابو اسحاق ابراہیم، ممالک ومسالک، ترجمہ : محمد بن اسعد بن عبد اللہ تستری، بہ کوشش: ایرج افشار، بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، تہران، ۱۳۷۳
- امینی، داوود، سوریہ، سازمان جغرافیایی نیروھای مسلح، ۱۳۹۱ش
- انصاری دمشقی، محمد بن ابی طالب، نخبۃ الدھر فی عجائب البر والبحر، ترجمہ: سید حمید طبیبیان، اساطیر، تہران، ۱۳۸۲
- بابان، جمال، اصول اسماء المدن والمواقع العراقیہ، دار الثقافۃ والنشر الکردیۃ، بغداد، ۲۰۱۳
- بغدادی، صفی الدین عبد المؤمن بن عبد الحق، مراصد الاطلاع، تحقیق و تعلیق : علی محمد بجاوی، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۳ق/ ۱۹۵۴م
- البلادی، عاتق بن غیث، معجم معالم الحجاز، ج ۲و۵و۸، مؤسسہ الریان، بیروت
- جیہانی، ابو القاسم بن احمد، اشکال العالم، ترجمہ عبد السلام کاتب، تصحیح، توضیح وحواشی: فیروز منصوری، بہ نشر، ۱۳۶۸ش
- الحسنی، السید عبد الرزاق، العراق، قدیماً وحدیثاً، دار الرافدین، بیروت، ۲۰۱۳م
- حمیری، محمد بن عبد المنعم، الروض المعطار فی خبر الاقطار، تحقیق: احسان عباس، مکتبہ لبنان، بیروت، ۱۹۸۴ش
- شیخ مفید، محمد بن محمد، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد (ج ۲) دفتر نشر وفرہنگ اسلامی، تہران، ۱۳۸۹ش
- صفری فروشانی، نعمت اللہ، کوفہ از پیدائش تا عاشورا، مشعر، تہران، ۱۳۹۱ش
- عبد الباقی، محمد فواد، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن لکریم، انتشارات اسلامی، تہران، ۱۳۹۰ش
- قدامۃ بن جعفر، کتاب الخراج، ترجمہ و تحقیق: دکتر حسین قرہ چانلو نشر البرز، تہران، ۱۳۷۰ش
- کحالہ، عمر رضا، جغرافیہ شبہ جزیرۃ العرب، راجعہ وعلق علیہ: احمد علی، مطبعۃ الفجالہ الجدیدہ، قاہرہ، ۱۳۸۴ق/ ۱۹۶۴م
- لسترنج، جغرافیائی تاریخ سرزمین ہای خلافت شرقی، ترجمہ : محمود عرفان، شرکت انتشارات علمی وفرہنگی، تہران، ۱۳۶۷

❖ مقدسی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، ترجمہ ڈاکٹر علی نقی منزوی، شرکت مؤلفان و مترجمان ایران، تہران، ۱۳۶۱ش
❖ منجم، اسحاق بن حسین، آکام المرجان فی ذکر المدائن المشہورہ فی کل مکان، ترجمہ: محمد آصف فکرت، معاونت فرہنگی آستان قدس رضوی، ۱۳۷۰ش
❖ یاقوت حموی بغدادی، ابی عبد اللہ، معجم البلدان، ترجمہ: علی نقی منزوی، پژوہشگان سازمان میراث فرہنگی کشور، تہران، ۱۳۸۰ش
❖ یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب اسحاق بن جعفر بن وہب بن واضح، البلدان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۲ق/۲۰۰۲م